شورش کاشمیریؒ

علامہ اقبالؒ

میرا یہ عقیدہ ہے کہ مسلمانوں نے پچھلی صدی میں دو عظیم علمی وجود پیدا کیے ہیں۔ علامہ اقبال اور مولانا ابوالکلام آزاد۔ اوّل الذکر کو مسلمانوں کی بے پناہ عقیدت لے ڈوبی ہے اور ثانی الذکر کو مسلمانوں کی بے پناہ نفرت!

مسلمانوں نے علامہ اقبال سے جو عقیدت استوار کی ہے' اس کا رشتہ دماغی نہیں' قلبی ہے اور ظاہر ہے کہ دل کی محبت ہمیشہ اندھی ہوتی ہے۔ مسلمان اقبال کے نام سے محبت کرتے ہیں لیکن اقبال کے کلام کو صرف گاتے یا گواتے ہیں۔

میرا یاراں غزل خوانے شمرند

اس میں کوئی شک نہیں کہ اقبال نے ہندوستانی مسلمانوں کی فکری زندگی پر سرسید کے بعد سب سے زیادہ اثر ڈالا ہے۔ وہ اپنے فکری خطوط کی بنیاد پر جس انقلاب کی بنیاد رکھنا چاہتے تھے' اگر وہ برپا ہوتو مسلمانوں کی جدید صورتِ حالات کا نقشہ ہی بدل جاتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی عملی زندگی اس کے فہم ہی سے معذور ہے!

اُن کے برعکس مولانا ابوالکلام آزاد کا تبحر علمی مسلمانوں کی سیاسی تنظیم کے ہتھے چڑھ گیا اور نتیجہ معلوم کہ مسلمانوں نے من حیث الجماعت اُن کے افکار کو بھی مہتم ٹھہرایا۔ دونوں ایک دوسرے کے معاصر تھے۔ لیکن دونوں ایک دوسرے سے دور۔ دونوں میں معاصر ہونے کا بُعد تھا۔ لیکن دونوں میں بعض باتیں قدرِ مشترک کا درجہ رکھتی تھیں۔ مثلاً:

(۱) دونوں تخلیہ پسند تھے اور دونوں کو کبھی ہجوم کی معیت پسند نہیں آئی۔

(۲) دونوں کے گردوپیش ایک خاص ڈھب کے عقیدت مند جمع ہوتے تھے۔

(۳) دونوں کے ذہنی خطوط دو مختلف تحریکوں اور دو مختلف رہنماؤں کی طرف راجع تھے۔

اقبال' قائدِ اعظم کو دیکھتے تھے اور خود گوشہ نشین تھے یعنی عمل سے الگ تھلگ گویا اِن کا فکر ہی ایک عمل تھا۔ ابوالکلام' گاندھی جی کے ہم قدم تھے اور اقبال کے برعکس اپنے نظریات کے لیے صعوبتیں بھی جھیلتے تھے۔

(۴) دونوں عوام میں گھلنے ملنے کی بہ نسبت عوام سے پرے رہنے میں ذہنی مسرت محسوس کرتے تھے۔

(۵) دونوں ''انا'' کے سدرۃ المنتہیٰ پر تھے۔

(۶) دونوں کی ذاتی زندگی کے اعمال وافعال میں شروع سے آخر تک' عجیب وغریب یکسانیت پائی جاتی ہے جس سے (INTELECTUAL) کی سیرت سے برگ وبار سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔

راقم الحروف کو حضرت علامہ سے ذاتی نیاز حاصل نہ تھا۔ ایک دفعہ اسکول لائف میں ہم دو چار دوست اُن کے ہاں سلام عقیدت کے لیے گئے تو حضرت علامہ نے جو کوٹھی کے برآمدے ہی میں کھڑے تھے' ملنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ نہایت درشت لہجہ میں فرمایا: واپس جاؤ!

۱۹۳۶ء میں مولانا ظفر علی خان کی معرفت ان سے تعارف ہوگیا۔ مگر ان سے میل ملاپ میرے خیال میں چنداں آسان نہ تھا۔ وہ اپنی زندگی میں بڑے ہی سخت مزاج تھے۔

آزاد ہندفوج میں جس خاتون نے رانی جھانسی کا لقب پایا' غالباً اس کی والدہ ۱۹۳۷ء میں مختلف شہروں کا دورہ کر رہی تھیں۔ مدراس سے لاہور پہنچیں، علامہ اقبال کے ہاں گئیں۔ اتفاق سے مولانا ظفر علی خان اور راقم' علامہ کے ہاں موجود تھے اور حضرت علامہ ہمیں صحن میں بٹھا کر خود اندر کھانا کھانے تشریف لے گئے تھے۔ وہ خاتون جلدی میں اندر ہی چلی گئیں لیکن الٹے پاؤں منہ بسورے واپس آئیں۔ مولانا ظفر علی خان نے دریافت کیا تو پتا چلا حضرت علامہ نے سخت الفاظ میں ڈانٹا ہے۔ اتنے میں علامہ بھی باہر تشریف لے آئے۔ اُن کا غصہ اور تیز ہوگیا۔ بڑے ہی تیز کلمے کہے اور جب وہ بیک بنی دوگوش نکل گئی تو فرمایا:

دیکھئے نا! یہ بڑھیا جوان لڑکی ساتھ لیے پھرتی ہے اور اس پر کتا مستزاد ہے۔ اس کو خبر نہیں کہ یہ مسلمان کا مکان ہے۔

سوءِ اتفاق سمجھئے کہ حضرت علامہ کو مزید ایک دوبار اسی مزاج میں پایا۔ آج تک میرا ذہن عقیدت مندی کے باوجود اس خیال میں پکا ہے کہ وہ مزاجاً ''نسیم سحر'' نہ تھے......

خود مولانا ابوالکلام آزاد اسی مزاج کے بزرگ ہیں۔ اُن کی طبیعت میں بھی استغنا، مزاج میں انا اور چہرے پر بے نیازی مسلط ہے۔ وہ عقیدت مندوں کو ہمیشہ کھیت کی کھاد سمجھتے ہیں۔

سید عطاء اللہ شاہ بخاری جو علامہ اقبال کے مخلصین میں سے تھے' عموماً کہا کرتے ہیں:

''اقبال کا قلم تمام عمر صحیح رہا اور قدم اکثر و بیشتر غلط۔''

لیکن اُن کا یہ خیال کچھ جچتا نہیں۔ کیونکہ اقبال نے کبھی کوئی قدم نہیں اٹھایا' وہ یا تو پکارتا رہا یا للکارتا رہا یا پھریرے کی طرح لہراتا رہا!

وہ اک مردِ تن آساں تھا تن آسانوں کے کام آیا

میں اقبالؒ کو مشرق کا کارل مارکس سمجھتا ہوں اور کارل مارکس کو مغرب کا اقبال۔ اور جب مجھ سے میرے دوست اس کی توجیہہ چاہتے ہیں تو میرا وجدان الفاظ کو گنگ پاتا ہے!

مسافرانِ آخرت

☆ چیچہ وطنی میں ہمارے قدیم ساتھی رضوان الدین صدیقی اور سراج الدین صدیقی کی خالہ ماجدہ ۲۷ ستمبر ۲۰۰۶ء کو انتقال کر گئیں۔ اُن کا نمازِ جنازہ قائدِ احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے پڑھائی۔

☆ دفتر احرار چیچہ وطنی کے سابق ناظم طارق سلیم (جو حافظ محمد اسماعیل صاحب ٹوبہ ٹیک سنگھ کے قریبی عزیز ہیں) رمضان المبارک میں چیچہ وطنی میں انتقال کر گئے۔

قارئین سے تمام مرحومین کی دعائے مغفرت کی درخواست ہے (ادارہ)